اصلاحی تقریریں (۱۱)

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ

# سُود

## اللہ اور رسول ﷺ سے اعلانِ جنگ

www.e-iqra.com
Not For Sae

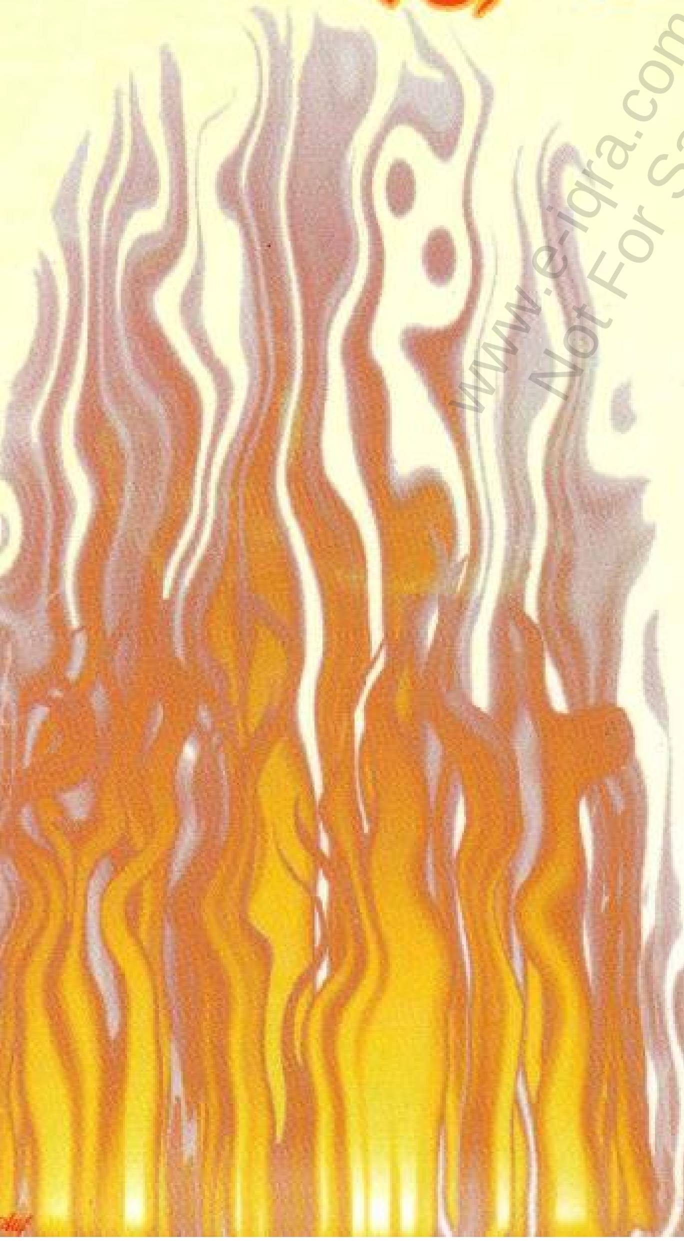

مفتیِ اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾


| | | |
|---|---|---|
| تقریر | : | حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ |
| موضوع | : | سود اللہ اور رسول ﷺ سے اعلان جنگ |
| ضبط و ترتیب | : | مولانا عبدالمنتقم |
| مقام | : | شیریٹن ہوٹل کراچی |
| باہتمام | : | محمد ناظم اشرف |
| ناشر | : | بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون نمبر: ۷۳۵۲۴۸۳ |


www.iqra.com Not For Sale

## ﴿ملنے کے پتے﴾


| | | |
|---|---|---|
| بیت العلوم | : | ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور |
| ادارہ اسلامیات | : | ۱۹۰ انارکلی لاہور |
| ادارہ اسلامیات | : | ارجن بلڈنگ، موہن روڈ، چوک اُردو بازار کراچی |
| دارالاشاعت | : | اردو بازار کراچی نمبر۱ |
| بیت القرآن | : | اردو بازار کراچی نمبر۱ |
| ادارۃ القرآن | : | چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی |
| ادارۃ المعارف | : | ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴ |
| مکتبہ دارالعلوم | : | جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر۱۴ |

# فہرست


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | انصاف پر مبنی معیشت صرف اسلام ہے | ۵ |
| ۲ | تجارت وصنعت بھی عبادت ہے | ۷ |
| ۳ | سرمایہ داری نظام کا قابل عمل متبادل وقت کا چیلنج ہے | ۹ |
| ۴ | مسلم حکمرانوں کا المیہ اور تاجر برادری کی بھاری ذمہ داری | ۱۰ |
| ۵ | دنیا کی بے وفائی | ۱۱ |
| ۶ | سود کا عالمگیر دھواں | ۱۲ |
| ۷ | تاجر برادری ہمت سے کام لے | ۱۴ |
| ۸ | سود کے متعلق لرزا دینے والی آیات واحادیث | ۱۴ |
| ۹ | بنکوں پر دباؤ ڈالیں | ۱۸ |
| ۱۰ | قربانیاں دینی پڑیں گی | ۱۹ |
| ۱۱ | سود کے نقصانات | ۲۰ |
| ۱۲ | اخلاقی نقصانات | ۲۰ |
| ۱۳ | معاشی اور اقتصادی نقصانات | ۲۳ |


www.e-iqra.com
Not For Sale

# عرض ناشر

"سود" ایک معاشرتی ناسور، اقتصادی ناہمواری کا بنیادی سبب، ہمدردی اور محبت کا ازلی دشمن، ہوسِ زر میں اندھا بنا دینے والا اور خدا پرستی سے بیزار کرنے والا مرض ہے۔

جس کو قرآن کریم میں اللہ و رسول ﷺ سے کھلی جنگ قرار دیا گیا، متعدد احادیث میں مختلف مثالوں سے اس کی برائی ذہن نشین کرائی گئی مگر افسوس صد افسوس کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والی قوم اس مرض کے ظالم پنجے میں بری طرح سے جکڑی ہوئی ہے۔ اسی مرض کی خرابیاں انتہائی دکھی دل اور جذبہ صادق سے حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ نے شیرٹن ہوٹل میں ایک کانفرنس کے دوران بیان فرمائی ہیں۔ فائدہ کے لئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کی ایک تحریر "سود کے نقصانات" کے نام سے اس کتابچے میں شامل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری امتِ مسلمہ کو اس اخلاقی، روحانی سرطان سے نجات عطا فرما کر اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے سے بچائے۔ آمین!

محمد ناظم اشرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

# سود اللہ اور رسول سے اعلان جنگ

محترم خواتین و معزز حاضرین!

معذرت چاہتا ہوں کہ ”پاکستان جیسے انگریز ملک“ میں، میں اردو میں خطاب کی بدعت کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ یہ کوئی طنز ہے نہ شکوہ اور حقیقت میں معذرت بھی نہیں، بلکہ اس جملے کا مقصد محض اس سنگین صورت حال پر توجہ دلانا ہے، جس کی طرف ہمارا معاشرہ تیزی سے دوڑ رہا ہے اور جس نے اردو خطاب کو ہماری تقریبات میں ایک بدعت بنا دیا ہے۔ یہ جملہ معترضہ ہے اور موضوع سے ہٹ کر ایک بات عرض کی گئی ہے، اس پر حقیقتاً معذرت خواہ ہوں۔

## انصاف پر مبنی معیشت صرف اسلام میں ہے

الحمد للہ! جہاد افغانستان اور دوسرے بہت سے معاشی اور سیاسی عوامل

Not For Sale

کے نتیجے میں سوشلزم کی موت واقع ہوئی، اور اب دنیا ۷۰ ، ۷۲ سال کے طویل سفر کے بعد پھر اسی جگہ کھڑی نظر آ رہی ہے، جہاں سوشلزم کے انقلاب سے پہلے کھڑی تھی، سوشلزم، سرمایہ داری نظام کے ظلم وستم کا علاج کرنے کا دعویٰ لے کر وجود میں آیا تھا، لیکن وہ خود ایک بدترین ظالمانہ نظام ہونے کی وجہ سے اپنے منطقی انجام کو پہنچا، اور کیپیٹلوم کی وہ خرابیاں دور نہ ہوسکیں جو سوشلزم کے وجود کا باعث بنی تھیں، کیپیٹلوم کی چیرہ دستیاں، جنہوں نے معیشت کو غیر متوازن بنا رکھا تھا اور انسانوں کو غریب اور امیر کے بہت فاصلے میں رہنے والے طبقات میں تقسیم کر دیا تھا اور اب پھر یہی نظام تقریباً پوری دنیا پر نیو ورلڈ آرڈر کی شکل میں ہم پر مسلط ہے، ان حالات میں دنیا کی پر امید نظریں اگر کسی ایسے عادلانہ نظام کی طرف اٹھیں جو سرمایہ داری نظام کی ان ناہمواریوں اور جور وستم کا علاج ہو، جن کا خاتمہ کرنے کے لئے سوشلزم وجود میں آ کرنا کام ہوا ہے۔ تو دنیا کی امید بھری نگاہیں صرف اسلام کی طرف اُٹھ سکتی ہیں، جس کا دعویٰ یہ ہے کہ میں صرف ایک مذھب نہیں بلکہ میں ایک دین ہوں، یعنی پوری زندگی کا دستور العمل ہوں۔ قران حکیم کا واضح اعلان ہے کہ

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے

## تجارت وصنعت بھی عبادت ہے

یادرکھیئے! اسلام محض مذہب ہرگز نہیں ہے، یہ دین ہے اور دین پوری زندگی کا دستور ہوتا ہے۔ چنانچہ معیشت بھی دین کا ایک بہت اہم حصہ ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جوفقہ حنفی کے مشہور امام اور حنفی فقہ کے عظیم الشان ترجمان ہیں، ان سے کسی نے کہا کہ آپ نے تصوف پر کوئی کتاب کیوں نہیں لکھی؟ فرمایا کہ میں نے کتاب البیوع لکھ دی ہے جس پر حلال روزی کا مدار ہے اور اس کے بغیر پورے تصوف، شریعت اور طریقت میں ترقی ممکن نہیں، چنانچہ اسلام رہبانیت کا مذہب نہیں، ہمہ گیر دین ہے جو ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ صنعت وحرفت ہو، یا تجارت وملازمت اور مزدوری، یہ سب سنت انبیاء علیہم السلام اور دین کا اہم حصہ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی کشتی کی صنعت سکھائی گئی، حضرت داؤد علیہ اسلام کو بذریعہ وحی، زرہ سازی کی صنعت سکھائی گئی، اور یہ زرہ سازی کی صنعت ہی انکا ذریعہ معاش تھا اور تاجدار دو عالم سرور کونین محمد مصطفے ﷺ نے حلال کمانے کے لئے بکریاں چرائیں، تجارت بھی کی، مضاربت بھی کی اور مشارکت بھی فرمائی،

www.eiqra.com Not For Sale

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ

﴿طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة﴾

حلال کمانا بھی ارکان اسلام کے فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

یہ ارشاد ہمیں بتاتا ہے کہ تجارت ہو یا ملازمت مزدوری، یہ سب نہ صرف یہ کہ دین کا حصہ ہے بلکہ عظیم الشان عبادت بھی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ

﴿التاجر الصدوق الامین مع النبین و الصدیقین و الشھداء والصالحین﴾

یعنی وہ تاجر جو سچا امانت دار ہو، وہ آخرت میں انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

اب بتایئے! اسلام تجارت و معیشت اور صنعت و ملازمت اور مزدوری وغیرہ کو کتنی بڑی عبادت بتا رہا ہے، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت کی کئی قسمیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک عظیم عبادت جو ذکر کی وہ حلال کمانا ہے۔

www.eiqra.com Not For Sae

# سرمایہ داری نظام کا قابل عمل متبادل وقت کا چیلنج ہے

موجودہ حالات میں جبکہ قوموں میں فتح و شکست کے فیصلے توپوں اور اسلحہ کے بجائے معاشی میدانوں اور منڈیوں میں ہو رہے ہیں اور سوشلزم راستے سے ہٹ کر پوری دنیا کے لئے یہ پیغام چھوڑ گیا ہے کہ میں تو ناکام ہوا، کیا اسلام بھی ناکامی قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ یہ ایک چیلنج ہے، سرمایہ داری نظام کے مقابلے میں اس چیلنج کو قبول کرنا ہماری ذمہ داری ہے، یہ چیلنج علماء کرام کو تو اس حیثیت سے ہے کہ وہ اپنے علمی سرمایہ سے قرآن و سنت کی روشنی میں کیپیٹلزم کی خامیوں کو واشگاف کریں اور ان کا متبادل ایسا نظام پیش کریں جو قابل عمل ہو اور ۲۱ ویں صدی کے لئے ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کا ضامن ہو۔ یہ چیلنج علماء دین اور مسلمان ماہرین معاشیات کے لئے ہے۔ ادھر یہ چیلنج ہمارے صنعت کاروں اور تاجر برادری کے لئے بھی ہے کہ وہ دنیا پر یہ ثابت کریں کہ ہم جس دین اسلام کے نام لیوا ہیں، وہ دین ہے مذہب نہیں اور وہ ہمارے تمام سیاسی اور معاشی مسائل کا حل بھی ہے، اور مسلمان تاجروں کے لئے چیلنج اس وجہ سے ہے کہ اس وقت مدار زیادہ تر ہمارے صنعت کاروں اور تاجر برادری کے کردار پر آ گیا ہے، علماء اور مسلم ماہرین

www.e-iqra.com
Not For Sale

معاشیات نے اللہ کے فضل وکرم سے باہمی مشوروں سے متبادل نظام بنکاری، نظام مالیات اور فائنانسنگ کے اسلامی طریقے الحمد اللہ اُمت کے سامنے پیش کر دیئے ہیں، انگریزی، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں علماء کرام نے اس چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کا جواب بھی دے دیا ہے، اب بڑی ذمہ داری ہمارے صنعت کاروں اور تاجر برادری پر آتی ہے کہ وہ ان طریقوں کو عملی جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے اسلامی تجارت ومعیشت کا ایک عملی نمونہ پیش کریں۔

www.eiqra.com
Not For Sale

## مسلم حکمرانوں کا المیہ اور تاجر برادری کی بھاری ذمہ داری

میں نے تاجر برادری کی اس ذمہ داری کا ذکر حکمرانوں کی ذمہ داری سے پہلے اس لئے کیا ہے کہ عالم اسلام کے حکمرانوں کا جو حال ہے وہ ہمارے سامنے ہے، اصل میں تو یہ ان کے کرنے کا کام تھا کہ وہ سرکاری بنیادوں پر عالمی منڈی قائم کر کے اسلامی معیشت کے طور طریقوں پر عمل کر کے دنیا کو دکھائیں، اس طرح تاجر برادری اور صنعت بھی اس راستے پر گامزن ہو سکتے تھے، لیکن یہ افسوسناک صورتحال ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں کسی ایک ملک سے نہیں، عالم اسلام کے تمام ممالک سے یہ شکایت ہے۔ ان کے طرز عمل سے مستقبل قریب میں یہ امید نظر

نہیں آتی کہ وہ کوئی ٹھوس اقدام اس سلسلے میں کر سکیں گے۔ اس لئے اب ذمہ داری سب سے زیادہ ہماری صنعت کار اور تاجر برادری پر عائد ہوگئی ہے۔ تاریخ نے ایک ایسی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ڈال دی ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونا ان کا دینی فریضہ اور مسلمان ہونے کا لازمی تقاضا ہے۔

## دنیا کی بے وفائی

www.e-iqra.com
Not For Sale

یاد رکھیے! اس دنیا میں ہم میں سے ہر ایک خالی ہاتھ آیا ہے، بدن پر کپڑے تک نہیں تھے اور جو بھی پیدا ہوتا ہے، خالی ہاتھ پیدا ہوتا ہے، کپڑے تک ساتھ نہیں لاتا، اور جب رخصت ہوتا ہے، تو اس دنیا کے مادی سامان میں سے اس کے پاس صرف کفن ہوتا ہے، اس دنیا کا اور کوئی سامان اس کے ساتھ نہیں جاتا، اور پھر وہاں سے وہ دن شروع ہو جاتا ہے، جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے جو ابھی ہمارے قاری صاحب نے تلاوت فرمائی اور جس کا ترجمہ بھی آپ حضرات نے ابھی سنا،

ارشاد ہے:-

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ

مَّا کَسَبَتْ ﴾

یعنی ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا پورا پورا دیا جائے گا۔

آخرت میں تمھارے اعمال ہی تمھاری کرنسی ہو گی، وہی تمھاری پونجی ہو گی۔ انسان یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں آیا، دنیا کی یہ مختصر زندگی گزرنے والی ہے، کچھ پتہ نہیں ہم میں سے کس کی زندگی اب سے دو یا پانچ منٹ بعد تک بھی باقی ہے یا نہیں، اس لئے اسلام کی پکار بلکہ تاریخ کی اس پکار کا جواب دینا ہماری دینی ذمہ داری بھی ہے اور آخرت کے لئے بنیادی سامان بھی۔

www.eqra.com
Not For Sale

## سود کا عالمگیر دھواں

اس وقت کی صورت حال وہ ہے، جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ وہ آجائیگا کہ جب لوگ اگر سود سے بچ بھی گئے تب بھی سود کے دھویں سے نہیں بچ سکیں گے۔ وہ زمانہ آ گیا ہے الحمد اللہ کروڑوں مسلمان اب بھی ایسے ہیں، جنہوں نے کبھی سود لیا ہے نہ دیا ہے، لیکن پوری دنیا کی معیشت اور تجارت میں سود اتنی شدت اور عموم کے ساتھ سرایت کر گیا ہے کہ حلال کمانے

والے کی تنخواہ بھی بنک سے ہو کر آتی ہے اور حرام مال کے ساتھ مخلوط ہو کر آتی ہے اگر چہ حلال کاروبار کرنے والے کو سود کا گناہ نہیں ہے، اس لئے حضور ﷺ نے سود نہیں فرمایا بلکہ دھواں فرمایا، لیکن اس کا حلال مال بھی سود کے دھویں سے بچا ہوا نہیں ہے، کیونکہ وہ نجس اور ناپاک مال کے ساتھ مخلوط ہو کر آیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے مال میں آج وہ برکتیں نہیں ہیں، جو آج سے سوڈیڑھ سو سال پہلے کے مسلمانوں کے مال میں ہوتی تھیں، بلکہ آج سے پچیس سال پہلے جو برکت تھی آج ہمارے مالوں میں وہ برکت نہیں ہے، اس واسطے کہ وہ سود کے دھویں میں سے ہو کر آیا ہے۔ مسجد کا امام جو تنخواہ وصول کر رہا ہے، اگر چہ وہ خالص حلال اور نیک کام کی تنخواہ ہے، لیکن اس کی تنخواہ بھی اس دھویں سے بچی ہوئی نہیں ہے، آخرت میں گناہ تو نہیں ہوگا لیکن اس مال کی برکات باقی نہیں رہیں جو خالص حلال اور پاک صاف مال کی ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے اس زمانے کے مسلمان صنعت کاروں اور تاجروں کے لئے بلاشبہ یہ صبر آزما امتحان ہے اور اللہ کی طرف سے آزمائش ہے کہ اس امت کے کتنے مسلمان اسلام کی اس ضرورت کا جواب دیتے ہیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کہ اللہ پر بھروسہ کر کے اسلام کے معاشی نظام کو زندہ کریں جو یقینی طور پر پوری دنیا

www.e-iqra.com Not For Sale

کے لئے فلاح کا ضامن ہے، چونکہ اس کا عملی نمونہ کسی بھی ملک میں نہیں ہے، اس واسطے ضرورت ہے کہ کم از کم کسی ایک ملک میں تو اس کا ایک نمونہ قائم ہو جائے، تاکہ دنیا کے سامنے اس کے ثمرات آسکیں۔

## تاجر برادری ہمت سے کام لے

الحمدللہ! علماء کرام نے سود سے بچ کر کام کرنے کے راستے بتلا دیئے ہیں، اور جو کتاب Islamic Finance تقسیم ہوئی ہے، اس میں وہ راستے تفصیل سے درج کیے گئے ہیں، اگر حکومتیں اقدامات نہیں کر رہی ہیں، تو یہ بتلایئے کہ آخر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کر سکتے ہیں؟ اگر خدانخواستہ ہم ایسی حماقت میں مبتلا ہیں تو اس حماقت مین کب تک مبتلا رہ سکتے ہیں؟

www.eiqra.com Not For Sale

## سود کے متعلق لرزا دینے والی آیات واحادیث

ابھی جو آیات آپ نے سماعت فرمائی ہیں، ان میں ایسے لرزا دینے والے کلمات ہیں کہ کفر اور شرک کے بعد کسی بڑے سے بڑے گناہ کے بارے میں قرآن کریم تے ایسے سخت الفاظ استعمال نہیں کیے، جتنے سخت الفاظ سود کے بارے

میں ارشاد فرمائے گئے ہیں،

ارشاد ہے:۔

﴿فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِه﴾

کہ اگر تم سود کا کاروبار نہیں چھوڑو گے تو تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

www.e-iqra.com
Not For Sale

اس جنگ کے نتیجہ میں بے شمار مصائب و مسائل آج ہمارے معاشرے اور پورے عالم اسلام پر مسلط ہیں، اس جنگ سے تو بچنا پڑے گا، اس سے جان چھڑائے بغیر ہماری دنیا درست ہو سکتی ہے اور نہ ہماری آخرت۔ الحمدللہ! بے شمار مسلمان شراب نوشی اور حرام کاریوں سے بچتے ہیں، لیکن ان میں سے بھی بہت سے حضرات سو جیسی معصیت سے اپنی جان نہیں چھڑا سکے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:۔

﴿لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهده أو كما قال﴾

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو سود کھاتا ہو، یا سود کھلاتا ہو یعنی دیتا ہو یا سود کے کاروبار کے معاملات لکھتا

ہو یا حسابات لکھتا ہو یا سودی مقدمات اور معاملات میں گواہ بنتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ، جو رحمت للعالمین ہیں اور جن کی عادت بددعا دینی نہیں تھی، وہ رحمت للعالمین بھی اس جرم شدید پر اتنے سخت الفاظ استعمال فرما رہے ہیں کہ سود کے لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور گواہ بننے والے پر لعنت بھیج رہے ہیں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ، جو شہید ہو گئے تھے اور جن کو غسل بھی فرشتوں نے دیا تھا، ان کے صاحبزادے عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

ایک درہم بھی اگر کوئی شخص سود کا کھاتا ہے تو یہ ایک درہم کھانا ۳۶ مرتبہ زنا کرنے کے جرم سے بھی شدید جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، زنا کتنا بھیانک جرم ہے، لیکن ایک درہم سود کو بھی ۳۶ مرتبہ زنا سے زیادہ شدید جرم قرار دیا گیا ہے، اور ایک دوسری حدیث میں اتنی سخت بات ارشاد فرمائی گئی کہ ایک شریف انسان سن کر لرز جائے، فرمایا کہ

www.e-iqra.com
Not For Sale

''سود کے تہتر باب ہیں، یعنی سود کی خرابیوں کی ۷۳ قسمیں ہیں اور ان خرابیوں میں سے جو کم سے کم درجہ ہے، وہ ایسا ہے کہ'' مثل ان یزنی الرجل امه '' جیسے کوئی شخص اللہ پناہ میں رکھے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے۔''

یہ احادیث جو میں نے عرض کی ہیں، یہ سند کے اعتبار سے صحیح احادیث ہیں اور پوری طرح قوی و مستند ہیں۔ان حالات میں ہمارے صنعت کار اور تاجر برادری پر یہ ذمہ داری عائد ہوگئی ہے کہ اس امت مسلمہ کو اس کربناک صورت حال اور اس بھیانک اور سنگین جرم سے جو دنیا اور آخرت کو برباد کردینے والا ہے، بچانے کے لئے قربانی کو تیار ہوں۔

اب کوئی عذر باقی نہیں رہا کچھ عرصے پہلے تک تو یہ صورت حال تھی کہ ہمارے تاجر حضرات یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم سود کے بغیر تجارت وصنعت کیسے چلائیں؟ کیونکہ سود کے بغیر نظام معیشت چلانا ممکن نظر نہیں آرہا تھا، لیکن آج سے جو سیمینار شروع ہورہا ہے، اس میں آپ کے سامنے تحقیقی مقالے آئیں گے، اور یہ واضح ہوگا کہ بنکنگ اور فائنانسنگ کے کون کون سے جائز طریقے ہیں؟ جن کے ذریعے سود

سے بچ کر نفع بخش کاروبار کیا جا سکے، اس کے بنیادی طریقے شرکت اور مضاربت ہیں، مجموعی طور پر درجن بلکہ اس سے زیادہ طریقے الحمدللہ موجود ہیں، ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ اب ہمارے تاجروں کے لئے قانونی رکاوٹ بھی باقی نہیں ہے۔ اب کم از کم پاکستان میں قانونی طور پر تاجر حضرات کے لئے اسلامی طریقے کے مطابق سرمایہ کاری کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

## بنکوں پر دباؤ ڈالیں

www.eiqra.com
Not For Sale

اگر تاجر حضرات بنکوں پر دباؤ ڈالیں کہ ہم فائنانسنگ اور تجارتی لین دین آپ سے ان بارہ تیرہ طریقوں کے اندر اندر کر سکتے ہیں، ان سے باہر ہم نہیں کریں گے، اگر اس کانفرنس میں موجود تاجر حضرات اور وہ تاجر جو یہاں حاضر نہیں ہیں سب مل کر اگر یہ مطالبہ کریں اور کہہ دیں کہ ہم بنکوں سے کاروبار کا بائیکاٹ کریں گے اگر ہمیں جائز راستہ، ان بارہ تیرہ راستوں میں سے نہ دیا گیا، آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ پاکستان کی تاجر برادری اور سارے مسلمان مل کر اگر بنکوں کو یہ الٹی میٹم دے دیں، تو چند ہفتوں کے اندر ہمارا بنکوں کا نظام، تجارت کا نظام اور انشورنس کا نظام سود سے پاک ہو سکتا ہے، لیکن یہ الٹی میٹم اس وقت دیا جائے جب

اپنے ضمیر کی گہرائی سے آپ یہ عزم کرلیں کہ اگر بنک اسلامی طریقوں سے ہمیں رقمیں نہیں دیں گے اور ہمارے ساتھ کاروبار نہیں کریں گے تو ہم ان کے ساتھ کاروبار نہیں کریں گے، اگرچہ ہمارا کاروباری نقصان ہو۔

## قربانیاں دینی پڑیں گی

یاد رکھیئے! یہ دین قربانیوں سے ہم تک پہنچا ہے دین کے لئے جانی قربانیاں بھی دی جاتی رہی ہیں اور مالی قربانیاں بھی دی جاتی رہی ہیں۔ آج اسلام کی پندرھویں صدی چل رہی ہے اگر اس دین کی خاطر قربانیاں نہ دی جاتیں، اسلام ہم تک نہیں پہنچ سکتا تھا، کچھ نہیں پتہ کہ ہم یہودی ہوتے، نصرانی ہوتے، ہندو ہوتے یا مجوسی ہوتے۔ یہ دین، مجاہدین اسلام کی جانی قربانیوں، مسلمان تاجروں اور حکمرانوں کی مالی قربانیوں اور مبلغین اسلام کی عملی جدوجہد سے ہمیں ملا ہے، قربانی کے لئے جو قوم تیار ہو جاتی ہے، دنیا کی کوئی قوم اس کے جائز حق کو دبا نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ ہمیں قربانیوں کی توفیق سے نوازے اور اس کانفرنس کو پاکستان میں اسلام کے نظام معیشت کے نفاذ کے لئے نقطہء آغاز بنائے۔ ان دعاؤں کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

# سود کے نقصانات!

﴿از مفتی اعظم پاکستان حضرت مولینا مفتی محمد شفیع صاحبؒ﴾

## اخلاقی نقصانات

سود کے حرام ہونے کی ایک حکمت تو یہ ہے کہ وہ تمام اخلاقی قدروں کو پامال کر کے خودغرضی، بے رحمی، سنگدلی، زر پرستی اور کنجوسی کی صفات پیدا کرتا ہے، اس کے برعکس اسلام ایک ایسے صحت مند معاشرے کی تعمیر کرنا چاہتا ہے جو رحم و کرم، محبت و مودت، ایثار، تعاون اور بھائی چارے کی بنیاد پر قائم ہو، تمام انسان مل جُل کر زندگی گذاریں، ایک دوسرے کی مصیبت میں کام آئیں، غریبوں اور ناداروں کی امداد کریں، دوسرے کے نفع کو اپنا نفع اور دوسرے کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھیں۔ رحم دلی اور سخاوت کو اپنا شعار بنائیں اور اجتماعی مفاد کے آگے کچھ نہ سمجھیں، انسانوں میں یہ تمام صفات پیدا کر کے اسلام انہیں انسانیت اور شرافت کے اس اوجِ کمال تک پہنچانا چاہتا ہے جہاں سے انہیں ''اشرف المخلوقات'' کا خطاب عطا ہوتا ہے

www.eqra.com Not For Sale

اس کے برخلاف سود (خواہ وہ تجارتی ہو یا مہاجنی) جس ذہنیت کو جنم دیتا ہے اس میں ان اخلاقی اوصاف کی کوئی جگہ نہیں قرض دینے والے ساہوکار کو بس اپنے سود کی پرواہ ہوتی ہے، آگے اسے اس سے کچھ سروکار نہیں کہ مقروض کو نفع ہوا یا نقصان؟ نفع ہوا تو کتنا؟ کتنی مدت میں؟ اور کتنے پاپڑ بیلنے کے بعد؟ وہ مسلسل اپنے دیئے ہوئے مال پر منافع وصول کرتا رہتا ہے، اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ مقروض کو جتنا ہو سکے دیر میں نفع ہوتا کہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کا سود بڑھتا اور چڑھتا رہے اسے مدیون کے نقصان کا بھی کوئی غم نہیں ہوتا کیونکہ نفع نقصان کی ہر شکل میں اس کا نفع کھرا رہتا ہے۔ یہ چیز خود غرضی کو اس قدر بڑھا دیتی ہے کہ ایک سرمایہ دار کسی حاجت مندانہ قرضہ میں بھی اپنی رقم کو بلا سود لگانے پر راضی نہیں ہوتا۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ میں یہ فاضل رقم کسی تاجر کو کیوں نہ دوں تا کہ گھر بیٹھے ایک معین نفع مجھے حاصل ہوتا رہے، اس خیال کے پیشِ نظر اگر ایک شخص کے گھر میں بے گور و کفن لاش پڑی ہے یا اس کا کوئی عزیز دم توڑ رہا ہے وہ بھی اس کے پاس آ کر اس سے قرض مانگے گا تو وہ یا تو انکار کر دے گا یا تمام اخلاقی قدروں کو بالائے طاق رکھ کر اس سے بھی سود کا مطالبہ کرے گا۔ ایسے مواقع پر بالعموم حرام کھاتے کھاتے قساوتِ قلب کی یہ صفت اس درجہ رنگ جما لیتی ہے کہ اس وقت آپ کے مدلل لیکچر

اور پراثر مواعظ کچھ کام نہیں آتے۔ سود خور دولت مند کو اپنے چاروں طرف پیسہ ہی ناچتا نظر آتا ہے اس لئے اس وقت آپ کو اس سے یہ شکایت ہونی بھی نہ چاہیے کہ وہ ہماری بات کیوں نہیں سنتا؟ اور ہمارے مواعظ کا کیوں اثر نہیں لیتا؟ اس کے پاس بزبانِ حال یہ جواب ہے کہ

اندرون قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

www.eiqra.com
Not For Sale

پھر جب لوگ دیکھتے ہیں کہ فاضل سرمایہ اس قدر نفع بخش ہے کہ اس سے ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر بھی ایک یقینی نفع حاصل ہوسکتا ہے تو ان میں زراندوزی کا جذبہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلتا ہے، اور وہ پیسہ بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ اسی حرص کے نشے میں ناجائز ذرائع سے روپیہ کمانے کی فکر کرتے ہیں اور کچھ نہیں تو یہ چیز ان میں کنجوسی تو ضرور ہی پیدا کر دیتی ہے، اور اس مرحلہ پر زراندوزی کے میدان میں دوڑ شروع ہوتی ہے، ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے زیادہ روپیہ جمع کرلوں، اور پھر یہ دوڑ حسد، بغض اور عداوت کو جنم دیتی ہے، بھائی سے بھائی کی لڑائی ہوتی ہے، دوست سے دوست جلنے لگتا ہے، باپ کو بیٹے کے اور بیٹے کو باپ کے نقصان کی کوئی پروانہیں رہتی یہاں تک کہ نفسیِ نفسیِ

کے اس محشر میں انسانیت سسک سسک کر دم توڑ دیتی ہے۔

یہ محض خیالی باتیں نہیں ہیں، آپ اپنے گرد و پیش پر نظر ڈال کر دیکھئے کہ کیا آج یہ سب کچھ نہیں ہو رہا ہے؟ آپ کو جواب اثبات میں ملے گا اور اگر آپ نے انصاف سے کام لیا تو آپ پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ ''سود'' ہی کے شجرہ خبیثہ کے پھل پھول ہیں اور اگر ہمیں ان تمام ناہمواریوں کو دور کرنا ہے تو ہمیں ہمت کر کے اسی شجرہ خبیثہ پر کلہاڑا چلانا پڑے گا اور اگر ہم اصلاح و تبلیغ کے صرف لفظی طریقے اختیار کرتے رہے تو ہماری مثال اس احمق سے مختلف نہ ہوگی جو بدن پر جا بجا نکلی ہوئی پھنسیوں کا علاج صرف پاؤڈر چھڑک کر کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح اس شخص کو کبھی شفا حاصل نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ وہ بیماری کی اصل جڑ کو پکڑ کر اسے ختم نہ کر ڈالے اسی طرح ہم بھی اپنے معاشرے کو اس وقت تک صحت مند نہیں بنا سکتے جب تک کہ سود کی لعنت سے چھٹکارا نہ پا لیں۔

## معاشی اور اقتصادی نقصانات

اس کے بعد معاشی نقصانات پر بھی نظر ڈال لیجئے، معاشیات میں بصیرت

رکھنے والوں کو پوشیدہ نہیں کہ تجارت، صنعت، زراعت اور تمام نفع آور کاموں کی معاشی بہتری یہ چاہتی ہے کہ جتنے لوگ کسی کاروبار میں کسی بھی نوعیت سے شریک ہوں وہ سب کے سب اپنے مشترکہ کاروبار کے فروغ سے پوری پوری دلچسپی رکھتے ہوں، ان کی دلی خواہش یہ ہو کہ ہمارا کاروبار بڑھتا اور چڑھتا رہے، کاروبار کے نقصان کو وہ اپنا ہی نقصان تصور کریں تاکہ ہر خطرے کے موقع پر اس سے دفعیہ کے لئے اجتماعی کوشش کریں اور کاروبار کے فائدہ کو وہ اپنا فائدہ خیال کریں تاکہ اسے پروان چڑھانے میں ان کی پوری پوری طاقت صرف ہو۔

اس نقطہ نظر سے عام معاشی مفاد کا تقاضا یہ ہے کہ جو لوگ کاروبار میں صرف سرمایہ ہی کی حیثیت سے شریک ہوں وہ بھی کاروبار کے نفع ونقصان سے پوری پوری دلچسپی رکھیں، لیکن سودی کاروبار میں ان مفید جذبات کی کوئی رعایت نہیں بلکہ بعض اوقات معاملہ اس کے بالکل برخلاف رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں سودخور سرمایہ دار کو صرف اپنے نفع سے سروکار ہوتا ہے، آگے اُسے اس کی کوئی پروا نہیں کہ کاروبار ترقی پر ہے یا تنزل پر؟ اس میں نفع ہو رہا ہے یا نقصان؟ وہ مسلسل اپنے دیئے ہوئے روپے پر منافع وصول کرتا رہتا ہے اور بسا اوقات اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ کاروبار کو جتنا ہو سکے دیر میں نفع ہوتا کہ وقت کی

رفتار کے ساتھ ساتھ اس کا اپنا نفع بڑھتا رہے۔ اسی بناء پر اگر کاروبار کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا تو تاجر اپنی پوری محنت اور کوشش اس کے دفعیہ پر صرف کرے گا لیکن سرمایہ دار اس وقت تک ٹس سے مس نہ ہوگا جب تک کہ کاروبار کے بالکل ہی دیوالیہ ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ اس غلط طریق کار نے سرمایہ اور محنت کے درمیان ہمدردانہ رفاقت کی بجائے ایک سو فیصد خود غرضی کا تعلق قائم کر دیا ہے، جس کے نتیجہ میں بے شمار نقصانات جنم لیتے ہیں، ان میں سے چند نمایاں ترین یہ ہیں:۔

www.e-iqra.com
Not For Sale

۱۔ سرمایہ کا ایک بڑا حصہ محض اس وجہ سے کام میں نہیں لگتا کہ اس کا مالک شرح سود کے بڑھنے کا انتظار کرتا ہے باوجودیکہ اس کے بہت سے مصارف موجود ہوتے ہیں اور بے شمار آدمی کسی کاروبار کی تلاش میں سرگرداں ہوتے ہیں، اس کی وجہ سے ملکی تجارت وصنعت کو بھی بڑا نقصان پہنچتا ہے اور عام قوم کی معاشی حالت بھی گر جاتی ہے۔

۲۔ چونکہ ساہوکار کو زیادہ شرح سود کا لالچ ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے سرمایہ کو کاروبار کی واقعی ضرورت اور طبعی مانگ کے اعتبار

سے نہیں لگاتا بلکہ وہ محض اپنی اغراض کو سامنے رکھ کر سرمایہ کو روکنے یا لگانے کا فیصلہ کرتا ہے۔اس صورت میں اگر سرمایہ دار کے سامنے دو صورتیں ہوں کہ یا تو وہ اپنا سرمایہ کسی فلم کمپنی میں لگائے یا بے خانماں لوگوں کے لئے مکانات بنوا کر انہیں کرایہ پر دے، اور اسے فلم کمپنی کی صورت میں زیادہ نفع کی امید ہو تو وہ یقیناً فلم کمپنی میں سرمایہ لگا دے گا۔ بے خانماں افراد کی اسے کوئی پرواہ نہ ہوگی، ظاہر ہے کہ یہ ذہنیت عام ملکی مفاد کے لئے کس قدر خطرناک ہے؟

اس پر معترضین اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نقصان کی وجہ سود نہیں ,انفرادی ملکیت ہے، جب تک سرمایہ افراد کی ملکیت ہے۔

اس وقت تک سرمایہ دار طبقہ اس کے بہاؤ کو اپنے مفاد کے لحاظ سے روکتا اور کھولتا رہے گا۔

ہمیں معترضین سے یہ عجیب سی بات سن کر بڑی حیرت ہوتی ہے، جب وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس خرابی کی وجہ انفرادی ملکیت ہے تو

ایک بڑی اہم قید کو نظر انداز کر جاتے ہیں، صرف ''انفرادی ملکیت''
اس کا سبب نہیں ''بے لگام اور خودغرض انفرادی ملکیت'' اس کا سبب
ضرور ہے، جو ملکیت کسی قسم کی کوئی قید اور پابندی برداشت نہ کرتی
ہو وہی سرمایہ کے بہاؤ کا رُخ ذاتی مفاد کی جانب پھیر دیتی ہے،
لیکن ذرا اور آگے بڑھ کر دیکھئے کہ اس ''بے لگام اور خودغرض
انفرادی ملکیت'' کا سبب کیا ہے؟

آپ بنظر انصاف غور کریں گے تو صاف پتہ چل جائے گا
کہ اس کا سبب ہے سود اور سرمایہ داری نظام! سود کا لالچ ہی انسان
میں وہ خودغرضی پیدا کرتا ہے جس کی بناء پر وہ اپنی املاک کو ہر قسم کی
پابندی سے آزاد کر دیتا ہے، اور ہر وقت ذاتی منافع کے تصور میں
مگن رہتا ہے، کسی بھلائی اور بہبود کے کام میں پیسہ لگانے کا خیال
بھی اسے نہیں آتا، اب

واقعات کی منطقی ترتیب اس طرح ہو گئی ہے کہ:۔

سرمایہ کا ذاتی مفاد کے پابند ہو جانا خودغرض انفرادی ملکیت
سے پیدا ہوتا ہے اور اس قسم کی انفرادی ملکیت کا سبب سود اور سرمایہ

www.eiqra.com Not For Sale

دارانہ نظام ہے!

نتیجہ کیا نکلا؟ یہی نا کہ اس خرابی کا اصل سبب سود اور سرمایہ دارانہ نظام ہے، اب آپ ہی بتائیے کہ یہ بات کیسی غلط ہو جاتی ہے کہ ''ذاتی مفاد پر سرمایہ کا رُکنا اور کھلنا سود سے نہیں انفرادی ملکیت سے ہوتا ہے''۔

اگر واقعی مذکورہ خرابی (یعنی سرمایہ کا ذاتی مفاد کے پابند ہو جانے) کا ازالہ منظور ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے سود اور سرمایہ داری نظام پر ہاتھ ڈالنا پڑیگا جب تک یہ نہ ہوگا ملکیت میں وہی خود غرضی اور بے لگامی باقی رہے گی جو مذکورہ خرابی کا اصل سبب ہے۔ اس خرابی کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سودی اور سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کو ختم کر کے اسلامی نظامِ معیشت کو بروئے کار لایا جائے، جس میں سود، قمار اور سٹے کی ممانعت، زکوۃ، عشر، صدقات خیرات اور میراث کے احکام اس قسم کی خود غرضانہ ذہنیت پیدا ہونے ہی نہیں دیتے، اسلام کی اخلاقی تعلیمات کو عام کیا جائے اور لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کیا جائے جو انہیں باہمی تعاون اور اجتماعی بہبود کے کاموں میں سرگرم بنائے، سود اور سرمایہ داری نظام جو خود غرض انفرادی ملکیت کے سرچشمے ہیں، ان کی حمایت کرتے ہوئے صرف یہ کہہ کر فارغ ہو جانا، کہ ''ان خرابیوں کا اصل سبب انفرادی ملکیت ہے''۔ اس مسئلے کا حل

کیسے بن سکتا ہے؟

۳۔ سود خور دولت مند چونکہ سیدھے طریقے پر کاروباری آدمی سے شرکت کا معاملہ طے نہیں کرتا کہ اس کے نفع ونقصان میں برابر کا شریک ہو، اس لئے وہ یہ اندازہ لگاتا ہے کہ اس کا کاروبار میں تاجر کو کتنا نفع ہوگا؟ اسی نسبت سے وہ اپنی شرح سود متعین کرتا ہے اور عام طور سے وہ اس کے منافع کا اندازہ لگانے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتا ہے۔

دوسری طرف قرض لینے والا اپنے نفع ونقصان دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر بات کرتا ہے، چنانچہ جب کاروباری شخص کو نفع کی امید ہوتی ہے وہ سرمایہ دار سے قرض لینے آتا ہے سرمایہ دار معاملہ کو بھانپ کر

سود کی شرح اس حد تک بڑھاتا چلا جاتا ہے کہ تاجر اس شرح پر قرض لینا اپنے لئے بالکل بیکار سمجھتا ہے، دائین اور مدیون کی اس کش مکش سے سرمایہ کا کام میں لگنا بند ہو جاتا ہے اور وہ بیکار پڑا رہ جاتا ہے، پھر جب کساد بازاری اپنی آخری حدوں تک پہنچ جاتی ہے اور سرمایہ دار

کو خود اپنی ہلاکت نظر آنے لگتی ہے تو وہ شرح سود گھٹا دیتا ہے یہاں تک کہ کاروباری آدمیوں کو اس پر نفع کی امید ہو جاتی ہے، پھر بازار میں سرمایہ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہی وہ "کاروباری چکر" ہے جس سے ساری سرمایہ کار دنیا پریشان ہے، غور کیا جائے تو اس کا سبب ہی تجارتی سود ہے۔

۴۔ پھر بعض اوقات بڑی بڑی صنعتی اور تجارتی اسکیموں کے لئے سرمایہ بطور قرض لیا جاتا ہے اور اس پر بھی ایک خاص شرح کے مطابق سود عائد کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے قرض عام طور پر دس بیس یا تیس سال کے لئے حاصل کیے جاتے ہیں اور تمام مدت کے لئے ایک ہی شرح سود مقرر ہوتی ہے اس وقت اس بات کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ آئندہ بازار کے نرخ میں کیا اتار چڑھاؤ پیدا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جب تک فریقین کے پاس علمِ غیب نہ ہو اس وقت تک وہ یہ جان بھی نہیں سکتے۔

فرض کریں کہ ۱۹۶۲ء میں ایک شخص بیس سال کے لئے سات فیصد شرح سود پر ایک بھاری رقم بطور قرض لیتا ہے اور اس سے کوئی بڑا کام شروع کرتا ہے، اب

وہ مجبور ہے کہ ۱۹۸۲ء تک ہر سال باقاعدگی کے ساتھ اسی طے شدہ شرح کے مطابق سود دیتا رہے گا لیکن اگر ۱۹۷۰ء تک پہنچتے پہنچتے قیمتیں گر کر موجودہ نرخ سے نصف رہ جائیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ شخص جب تک موجودہ حالت کی بہ نسبت دوگنا مال نہ بیچے وہ نہ اس رقم کا سود ادا کر سکتا ہے اور نہ قسط، اس کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ اس ارزانی کے دور میں یا تو اس قسم کے قرض داروں کے دیوالیے نکل جائیں گے یا وہ اس مصیبت سے بچنے کے لئے معاشی نظام کو خراب کرنے والی ناجائز حرکات میں سے کوئی حرکت کریں گے۔

اس معاملہ پر غور کرنے سے ہر انصاف پسند اور معقول آدمی پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مختلف زمانوں کی گرتی اور چڑھتی ہوئی قیمتوں کے درمیان ساہوکار کا ایک متعین اور یکساں نفع نہ تو قرین انصاف ہی ہے اور نہ معاشی اصولوں کے لحاظ سے اسے درست کہا جا سکتا ہے آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی تجارتی کمپنی یہ معاہدہ کر لے کہ وہ آئندہ بیس یا تیس سال تک خریدار کو ایک ہی متعین وقت پر اشیاء فراہم کرتے رہیں گے۔ جب یہ معاملہ صحیح نہیں تو آخر سود خور دولت مند میں وہ کیا خصوصیت ہے جس کی بناء پر اس کے نفع پر قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

﴿وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين﴾

www.eqra.com
Not For Sae